مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ
الامداد
لاہور پاکستان

مدیر مسئول
مشرف علی تھانوی

مدیر
خلیل احمد تھانوی

جلد ۳	شوال المکرم ۱۴۲۲ھ / جنوری ۲۰۰۲ء	شمارہ ۲

الاتعاظ بالغیر

دوسروں سے نصیحت حاصل کرنا

از افادات: حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہٗ

عنوانات وحواشی: مولانا خلیل احمد تھانوی

قیمت فی پرچہ =/۱۰ روپیہ　　　　زر سالانہ =/۱۰۰ روپے

پتہ دفتر۔
جامعہ دار العلوم الاسلامیہ
۲۹۱۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
فون نمبر ۴۴۸۰۶۰
۵۴۲۲۲۱۳
ماہنامہ الامداد

ناشر مشرف علی تھانوی
مطبع۔ ہاشم اینڈ حماد پریس
۲۰/۱۳ ار بی کن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور، پاکستان

وعظ

الاتعاظ بالغیر

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے یہ وعظ قصبہ جلال آباد میں بتاریخ ۱۱ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ دو گھنٹے بیٹھ کر ارشاد فرمایا۔ سامعین کی تعداد تقریباً ۱۰۰ تھی حضرت مولانا سعید احمد صاحب تھانویؒ نے قلمبند فرمایا۔

الاتعاظ بالغیر

(دوسروں سے نصیحت حاصل کرنا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونؤمن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ونشھد ان سیدنا ومولٰنا محمداً عبدہ ورسولہ ۔اما بعد فقد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ السعید من وعظ بغیرہ (نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے)۔

تمہید

یہ ایک جملہ ہے حضور ﷺ کا ارشاد کیا ہوا۔ اس میں ہمارے ایک عام مرض کے علاج پر تنبیہ(۱) ہے اس واسطے اس جملہ کو اختیار کیا ہے۔ نیز اس وجہ سے بھی کہ مختصر ہے اور جامع اور اس وقت طبیعت کی حالت اضمحلالی(۲) اسی کو مقتضی ہے کہ مختصر مضمون تجویز کیا جائے لیکن یہ مضمون باوجود اختصار کے ہے جامع، ہماری حالت پر اس سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

مرض کا تعین

اب سمجھئے کہ مرض دو قسم کے ہیں ایک وہ مرض کہ جن پر اطلاع نہ ہو ایک وہ کہ

---

(۱) ایک عام مرض کے علاج سے خبردار کیا گیا ہے (۲) طبیعت میں کمزوری اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مضمون مختصر ہو۔

اطلاع ہو اور پرواہ نہ ہو اور ایسا مریض زیادہ قابل رحم ہے۔ سو ہم میں بعض امراض بوجہ بے علمی کے ہیں اور بعض بوجہ قلت تدبر(۱) کے کیونکہ بعض تو ہم میں بے علم ہیں سو ان کی تو زیادہ شکایت نہیں ہے لیکن بعض وہ ہیں کہ ذی علم ہیں اور باوجود اس کے اُن میں قلت تدبر(۲) ہے یعنی اپنی حالت کو سوچتے نہیں۔

دنیا کا کام جس طرح سوچ کر کرتے ہیں سچ ہے کہ دین کے کاموں میں اتنا اہتمام نہیں ہوتا بلکہ جس میں جتنا دین ہے وہ عادت کیوجہ سے ہے اگر چہ یہ خوشی کی بات ہے کہ دین کی عادت ہوئی لیکن شکایت یہ ہے کہ اس سے زیادہ التفات(۳) کیوں نہیں ہے۔ یعنی کہ بقیہ میں بھی تدبر سے کام لیتے دیکھئے دنیا میں کبھی قناعت نہیں کرتے بلکہ اس کی ترقی اور زیادتی میں مشورہ کرتے ہیں تدبر کرتے ہیں اگر چہ کامیابی بھی نہ ہو کیونکہ دنیا میں کامیابی اکثر کم ہوتی ہے ورنہ اگر سب کامیاب ہوا کرتے تو آج ساری دنیا بادشاہ ہوتی تو دنیاوی مساعی(۴) میں باوجود کامیابی کم ہونے کے پھر بھی کوشش کی جاتی ہے اور خدا کی مصلحت ہے کہ کسی کی تدبیر کارگر کردیتے ہیں اور کسی کی ناکام۔ آج جن لوگوں کی تدبیر مساعد(۵) ہوگئی ہے وہ تدابیر ہی کو موثر سمجھتے ہیں۔

صاحبو! ذرا اِن سے پوچھو کہ جن کو تمام عمر ناکامی ہی رہی تو صرف تدبیر نہ موثر ہے اور نہ یہ تدبیر محض بیکار ہے مگر آخرت کے لئے ناکامی کبھی نہیں ہوتی۔ پس تعجب ہے کہ جس میں اکثر ناکامی ہو اس میں تو سعی(۶) و اہتمام کیا جائے اور جس میں کبھی ناکامی نہ ہو اس میں کبھی التفات نہ کیا جائے۔ حالانکہ جس قدر سعی دنیا کے لئے کی جاتی ہے اس سے نصف بھی آخرت کے لئے کریں تو ناکام نہ رہیں۔

غرض بعض خرابی قلت تدبیر کی وجہ سے ہے یہی حالت مرض کی ہم میں موجود ہے

---

(۱) بے فکری (۲) سوچ کی کمی (۳) توجہ (۴) کاموں (۵) تدبیریں کامیاب ہوگئی ہیں (۶) کوشش کی جائے۔

اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ صرف یہی مرض ہم میں ہے بلکہ منجملہ (۱) اور بہت سے امراض کے یہ مرض بھی ہے اور یہ مرض قریب قریب عالمگیر ہے مگر پھر بھی اس کے معالجے کی طرف التفات نہیں ہے۔ تو اگر ہم غور کریں تو معلوم ہو کہ ہماری حالت یعنی عدم تدبر (۲) وہ ہے جس کا مقابل اس حدیث میں مذکور ہے۔ یعنی تدبر تو چونکہ یہ مضمون اس مرض کی ضد ہے اس لئے اس کا اس سے علاج ہو جائے گا۔

شریعت کی تعلیم طبیعت سلیم کے مطابق ہے

سو فرماتے ہیں کہ سعید وہ ہے کہ دوسرے کی حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے اور ظاہر ہے کہ یہ تدبر ہی میں داخل ہے اور عجب نہیں ہے کہ ایسا مضمون بہت دفعہ سنا ہو، چنانچہ عام محاورہ میں کہتے ہیں کہ تازی پٹے اور ترکی کانپے (۳)۔ اس مثل کا خلاصہ یہی ہے کہ السعید من وعظ بغیرہ کہ سعادت مند وہ ہے کہ دوسرے کی حالت کو دیکھ کر اس کو عبرت حاصل ہو۔ پس یہ مضمون تسلیم شدہ ہونے کے سبب مستقل تسلیم کرانے کی ضرورت نہیں اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہم کو کوئی مضمون ایسا نہیں سکھلایا گیا کہ وہ ہم سے اجنبی ہو بلکہ ترقی کر کے کہتا ہوں کہ شریعت کی ہر تعلیم طبیعت کے اتنی مناسب ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو ہزاروں مشقتیں پڑ جائیں تو شریعت کی ہر تعلیم طبیعت کے مناسب ہے اور اس کی متضاد تعلیم کے منافی (۴) ہے مگر اس کے دریافت کیلئے بصیرت کی ضرورت ہے ہمارا نفس چونکہ بصیر نہیں ہے اس لئے شریعت کی تعلیم سے بھاگتا ہے جیسے مریض بد پرہیزی کی طرف مائل ہوتا ہے اور مفید ادویہ واغذیہ (۵) سے بھاگتا ہے۔ چنانچہ استسقاء (۶) کے اندر سارے

---

(۱) اور بہت سے امراض کے ساتھ یہ مرض بھی ہے (۲) ہماری بے فکری کی حالت کا مقابل یعنی سوچ و فکر اسی حدیث میں ہے (۳) یعنی ایک طالب علم کو سزا ہوتا دیکھ کر دوسرا ڈر جاتا ہے کہ مجھے بھی کہیں ایسی سزا نہ ہو اس لئے صحیح کام کرتا ہے (۴) ب شریعت کی تعلیم طبیعت کے مطابق ہے تو جو یہ تعلیم طبیعت کے خلاف ہوگی یہ تعلیم اس کے منافی ہوگی (۵) مفید دوائیں اور غذائیں (۶) جس کو پیاس کا مرض لاحق ہو۔

سمندر کی خواہش ہوتی ہے اور جو تندرست ہوتا ہے وہ اعتدال سے پیتا ہے۔ اور اگر مریض کو طبیب روکے گا تو وہ یوں سمجھے گا کہ یہ تعلیم طبیعت کیخلاف ہے حالانکہ اس کی طبیعت ہی حد اعتدال سے ہٹی ہوئی ہے ورنہ ایک گھونٹ زیادہ پینے سے بھی طبیعت پر گرانی ہوتی ہے علی ہذا(۱)۔ کھانے میں ایک شخص کو ہم نے دیکھا ہے کہ کھارہے ہیں اور نکل رہا ہے مگر کھائے جاتے ہیں اور نکلتا جاتا ہے اسی طرح برابر سلسلہ رہتا تھا تو کیا طبیعت سلیم ہے؟ ہرگز نہیں میں تو دعوی کرتا ہوں کہ اگر طبیعت سلیم ہو تو کشش شریعت کی ہی طرف ہوگی۔

اور اگر یہ سمجھ میں نہ آئے تو امتحان کر لیجئے کہ جب کبھی شریعت کیخلاف کیجئے گا ضرور ضرر(۲) ہوگا۔ جیسے زیادہ کھانے سے ضرر ہوتا ہے اور عاجل ضرر یہ ہے کہ فوراً طبیعت گرفتہ ہو کے منقبض(۳) ہو گے۔ مخالفت شریعت کا اول تو تقاضا پیدا ہوتا ہے مگر بعد فراغت اس پر عمل کے گرانی(۴) ہوگی اگر کہیے کہ ہم کو تو کچھ بھی گرانی نہیں ہوتی تو سمجھئے کہ یہ ظلمت(۵) بڑھ جانے سے ہے۔ یہ دیکھئے کہ اول اول(۶) جب یہ گناہ کیا تھا اس وقت کیا حالت ہوئی تھی مثلاً ایک شخص اول ہی اول رشوت لی تو اس وقت یوں معلوم ہوتا تھا جیسے گھڑوں پانی پڑ گیا ہے اور اپنی نظر میں بالکل وقعت(۷) جاتی رہی تھی۔ علی ہذا دوسرے گناہوں کی بھی یہی حالت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گناہ طبیعت کے خلاف ہے۔ اور شریعت طبیعت کے موافق ہے البتہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ ان کا اثر فوراً ہی ہر شخص کو محسوس نہیں ہوتا بلکہ بعد مرنے کے معلوم ہوگا غرض یہ ہے کہ حضور ﷺ نے وہی باتیں بتلائی ہیں جو طبیعت کے موافق ہیں تو یہ تعلیم بھی طبیعت کے موافق ہے۔

---

(۱) اسی طرح (۲) نقصان (۳) فوری نقصان یہ ہے کہ فوراً طبیعت بوجھل ہو کر دل پریشان ہوگا (۴) مخالفت شریعت یعنی گناہوں کی اول تو تقاضا ہوتا ہے لیکن جب اس کا ارتکاب کرلے تو پھر طبیعت پریشان ہوتی ہے (۵) یہ دل سیاہ ہونے کیوجہ سے ہے (۶) پہلی مرتبہ (۷) انتہائی شرمندگی کا باعث اپنی نظر میں بھی گر گیا۔

پہلے گناہ پر اللہ نہیں پکڑتے

دیکھو اگر چور کو سزا ہو تو دوسرے کے لئے راحت اس میں ہے کہ چوری چھوڑ دے اور کلفت اس میں ہے کہ دیکھے اور برابر کیے جائے اور جب یہ حالت رہے گی تو مثل مشہور ہے کہ سو دن چور کے ایک دن ساہوکار کا۔ کبھی نہ کبھی یہ بھی ماخوذ ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ایک چور پکڑا ہوا آیا آپ نے قطع ید(۱) کا حکم دیا۔ اس نے کہا امیر المومنینؓ میں نے پہلی ہی مرتبہ ایسا کیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے کہ وہ کبھی اول گناہ پر نہیں پکڑتے آخر تحقیق جو کی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ بڑا عیار(۲) ہے۔ مولانا فرماتے ہیں:

حلمِ حق باتو مواساہا کند چونکہ از حد بگذری رسوا کند

(حق تعالیٰ کی بردباری اولا تیری ہمدردی اور موافقت کرتی ہے اور جب تو حد سے بڑھ جاتا ہے تو پھر رسوا کردیتی ہے۔)

اول اول تو مواساۃ(۳) کرتا ہے لیکن جب کوئی حد ہی سے نکل جائے تو وہ رسوا بھی کردیتے ہیں۔ تو یہ تعلیم کہ دوسرے کی حالت کو دیکھ کر نصیحت پکڑے بالکل مصلحت اور طبیعت کے موافق ہے اس سے تو فراغت ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم میں یہ مرض ہے یا نہیں تو اگر ذرا بھی اپنی حالت کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ بہت شدت سے ہم میں یہ مرض ہے اور ہر ہر امر(۴) میں ہماری یہ حالت ہے۔

اخبار پڑھنے کے فوائد اور نقصانات

مگر میں اس وقت ایک خاص امر کو بیان کرتا ہوں آپ نے سنا ہوگا کہ جا بجا اس وقت طاعون ہے نیز اخباروں میں بھی ضرور پڑھا ہوگا کیونکہ آپ لوگوں نے اخباروں کو تو

(۱) ہاتھ کاٹنے کا (۲) چالاک ہے (۳) رعایت کرتا ہے (۴) کام میں۔

ایک مشغلہ بنالیا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ اخبار کے متعلق ایک مضمون لکھ دیا تھا جس میں اس کے حکم کی تفصیل تھی مگر اخبار والوں نے بلا دیکھے ہی وہ شور وغل مچایا کہ خدا کی پناہ۔ میں نے کہا کہ اس وقت تک تو میں نے اخبار بینی (۱) کے متعلق تشدد نہیں کیا تھا مگر اب تو میرے پاس ایک دلیل بھی مقتضی تشدد (۲) کی ہے کہ اخبار تو تہمت بھی لگاتے ہیں، واقعی اخباروں کی یہی حالت ہے کہ اکثر باتیں بے تحقیق محض تخمین (۳) سے لکھ دیتے ہیں۔ نوجوان اسی لیے اس کو خریدتے ہیں۔ صاحبو! اخبار ایک تاریخ کا شعبہ ہے تاریخ بہت مفید چیز ہے خدا تعالی فرماتے ہیں لقد کان فی قصصھم عبرة لاولی الالباب (۴) (ان کے قصہ میں سمجھدار لوگوں کے لئے عبرت ہے)

کہ امم سابقہ کے قصے اس واسطے نقل کیے جاتے ہیں کہ لوگ عبرت پکڑیں، عبرت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی امر مشترک (۵) کی وجہ سے اپنے کو ان پر قیاس کریں کہ فلاں شخص نے ایسا کیا تھا اس کو یہ نتیجہ ملا تو ہم کو بھی یہی نتیجہ ملے گا یہ حقیقت ہے عبرت کی۔ اس کی وجہ سے علم تاریخ مفید ہوا پس اخبار سے بھی اگر یہی سبق حاصل کریں تو وہ مفید ہے ورنہ غیر مفید۔

اب دیکھ لیجئے کہ کون شخص یہ سبق حاصل کرتا ہے اکثر لوگ مسلمانوں کی مصیبت کو سنتے ہیں مگر کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ علی ہذا طاعون کہ دوسری جگہ کے مسلمانوں کو مبتلائے طاعون سن کر فی صدی ننانوے آدمی ایسے ہیں کہ ان کے دل پر ایسا اثر نہیں جیسا کہ اپنی بستی کے اندر مرض طاعون ہونے سے ہوتا ہے۔

---

(۱) اخبار دیکھنے اور پڑھنے کے متعلق سخت رویہ نہیں اختیار کیا تھا (۲) اخبار کے مطالعہ کے نقصان پر یہ دلیل بھی ہے کہ اخبار تہمت لگاتے ہیں جو گناہ ہے (۳) محض اٹکل سے (۴) سورۃ یوسف آیت ۱۱۱ (۵) کوئی ایسی بات جو دوسروں میں ہو۔

چو از محنت دیگراں بے غمی نہ شاید کہ نامت نہند آدمی

(جبکہ تو دوسروں کے غم اور تکلیف ۔۔ بے پرواہ ہے تو مناسب نہیں کہ تیرا آدمیوں میں شمار کیا جاوے)

جب دوسروں کی تکلیف سن کر ہمارا دل نہ دکھا تو ہم آدمی نہیں اب ہم نے اخبار کو جس غرض کیلئے تجویز کیا ہے اس کا خلاصہ گھر پھونک تماشا(۱) دیکھنا ہے کہ دوسرے کا گھر جلے اور ہم بیٹھ کر ہاتھ تاپیں۔ تو اگر اخبار نہ دیکھتے تو یہ نہ ہوتا کہ ہم نے مسلمانوں کی مصیبت کو مشغلہ بنا رکھا ہے اور سبق حاصل کرتے تو یہ سبق حاصل کرتے کہ انکی امداد کریں سو یہ بہت کم لوگوں کے دل میں آتا ہے۔ ہاں یہ سبق حاصل کرتے ہیں کہ فلاں جگہ کے لوگوں نے صفائی نہیں رکھی اس لئے طاعون میں مبتلا ہوئے مگر اس سے بڑھ کر عبرت اور بھی ہے۔ جس کی ابھی آپ کو ہوا بھی نہیں لگی اور جس کی نسبت مولانا کہتے ہیں۔

چند خوانی حکمتِ یونانیاں حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

(بہت کچھ یونانیوں کی حکمت تو پڑھ چکا ہے ذرا تھوڑی سی ایمان والوں کی حکمت بھی پڑھ لے)

کہ یونانیوں کی حکمت کہاں تک پڑھو گے اب کچھ ایمانیوں کی حکمت بھی پڑھ لو۔

طاعون اور دیگر وباؤں کا اصلی سبب

صاحبو! مطب دو ہیں۔ ایک یونانی ایک ایمانی۔ یونانی سے مراد مطب جسمانی ہے اس پر تو آپ کی نظر جاتی ہے مگر حکمت ایمانیاں پر آپ کی نظر نہیں جاتی اس کو بھی تو دیکھو آپ نے تو تشخیص کر لی کہ ہوا صاف نہ ہونے سے طاعون ہوا مگر یہ بھی تو بتائیے کہ ہوا کے صاف نہ ہونے کی کیا علت(۲) ہے۔ آپ نے طاعون کی علت کو دیکھا مگر علۃ العلۃ(۳) کو

(۱) اپنے گھر کو آگ لگا کر تماشا دیکھنا ہے (۲) کیا وجہ ہے (۳) اور اس وجہ کی کیا وجہ ہے۔

نہیں دیکھا۔ ہم اطباء کی تکذیب(۱) نہیں کرتے مگر اہل دنیا کی کوتاہ نظری(۲) دکھلاتے ہیں۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ ایک شخص قلم سے لکھ رہا ہے چند چیونٹیوں نے دیکھا ایک نے تو کہا کہ یہ نقوش خود بخود ہو رہے ہیں دوسری جو اس سے وسیع النظر(۳) تھی اس نے کہ نہیں بلکہ قلم چل رہا ہے تیسری اس سے بھی وسیع النظر تھی اس نے کہا کہ قلم خود نہیں چل رہا بلکہ وہ انگلیوں میں ہے انگلیاں اسکو چلا رہی ہیں چوتھی جو ان میں سب میں محقق تھی اس نے کہ انگلیاں خود بخود نہیں چل رہیں بلکہ ایک قوت ارادیہ(۴) ان کو چلا رہی ہے۔ اب بتلایئے کہ ان میں محقق کون ہے ظاہر ہے کہ جس نے قوت ارادیہ کا پتہ چلا لیا۔ باقی سب کوتاہ النظر ہیں ایک بزرگ کہتے ہیں۔

قال الجدار للوتدلم تشتقنی — قال الوتد انظر الی من یدقنی

(دیوار نے کیل سے کہا تو مجھ کو کیوں چیر رہی ہے کیل نے جواب دیا کہ اسکی طرف دیکھ جو مجھ کو ٹھوک رہا ہے)

غرض یہ ہے کہ علت کو بھی تو دیکھو دوسری مثال لیجئے کسی شخص کو پھانسی ہوئی کسی نے پوچھا کہ کیونکر ہوئی ایک نے کہا کہ چمڑے سے گلا گھونٹ دیا گیا دوسرے نے یہ کہا احمق سبب یہ ہے کہ حاکم نے حکم دیا تھا تیسرے نے کہا کہ حاکم نے حکم اس لئے دیا کہ اس نے ڈکیتی کی تھی تو اصل محقق تو یہ تیسرا شخص تھا کہ حکم حاکم کو اور مجرم کے عمل کو بھی دیکھا۔

یہی فرق ہے عقلائے ظاہر اور عقلائے حقیقت میں تو یہ بھی سچ ہے کہ موت چمڑے سے ہوئی اور طاعون سمیت(۵) سے ہوا۔ مگر یہ بھی تو دیکھو کہ ہوا میں سمیت کیوں پیدا ہوئی۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ حاکم حقیقی نے اس میں سمیت پیدا کر دی اور اس کے پیدا

---

(۱) جھٹلاتے نہیں (۲) کم نظری (۳) جس کی نظر نے اس سے بھی دور دیکھا (۴) ارادے کی طاقت ہے جس کی وجہ سے یہ انگلیاں حرکت کر رہی ہیں (۵) زہریلا مادہ پھیلنے سے ہوا۔

کرنے کا سبب مخلوق کے گناہ ہوئے تو محض چوہوں کے مارنے پر اکتفانہ کرنا چاہئے تھا بلکہ جن جرائم کی وجہ سے طاعون ہوا تھا ان کو بھی چھوڑنا چاہئے تھا۔ اور ایک طاعون کیا سب مصیبتیں ہمارے جرائم اور اعمال کی وجہ سے آتی ہیں۔ مـا اصـابکم من مصيبة فبما کسبت ایدیکم (۱) (جو کچھ مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی ہاتھوں کیے ہوئے کاموں سے پہنچتی ہے)

اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اہل شریعت پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ ہر امر میں گناہوں کو سبب بتاتے ہیں اسباب کے منکر ہیں۔ سو یہ اعتراض غلط ہے۔ وہ اسباب سے بے خبر نہیں مگر اسباب کیساتھ اسباب اسباب (۲) کو بھی دیکھتے ہیں اور اسلئے کہتے ہیں کہ جو مصیبت آتی ہے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے۔

تمام مخلوقات احکام الٰہی کی تابع ہیں

ہوا آگ پانی سب خداوند کریم کے حکم کے تابع ہیں ان کو جب حکم ہوتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے کرتے ہیں۔

خاک وآب وباد وآتش بندہ اند		با من و تو مردہ با حق زندہ اند

(مٹی اور پانی اور ہوا اور آگ سب خدا کے بندے ہیں ہمارے اور تمہارے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن اللہ جل شانہ کے اعتبار سے زندہ ہیں۔)

یہ ہمارے سامنے مردہ ہیں ورنہ سب زندہ اور تابع حکم ہیں ایک کافر بادشاہ نے بہت سے مسلمانوں کو آگ میں ڈال دیا تھا کیونکہ وہ لوگ بت کو سجدہ کرنے سے انکار کرتے تھے آخر ایک عورت کو لایا گیا اور اسے بھی سجدہ کرنے کو کہا گیا تو اس نے بھی انکار کیا اس کی گود میں ایک بچہ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی گود سے بچہ لے کر آگ میں پھینک دیا جائے

(۱) سورۃ الشوریٰ آیت ۳۰ (۲) ان اسباب کے جو اسباب ہیں ان کو بھی دیکھتے ہیں۔

چنانچہ پھینک دیا گیا قریب تھا کہ وہ عورت سجدہ کرلے کہ لڑکے نے آواز دی۔

خواست تا او سجدہ آرد پیش بت
بانگ بر زد طفل کانی لم امت
اندر آ مادر کہ من اینجا خوشم
گرچہ در ظاہر میانِ آتشم

(عورت نے چاہا کہ سجدہ کرے بت کے سامنے تو بچے نے آواز لگائی کہ میں نہیں مرا بلکہ زندہ ہوں۔اے ماں تو اندر آجا اس لئے کہ میں یہاں پرخوش ہوں اگرچہ ظاہر میں آگ کے اندر ہوں۔)

اس کے بعد اوروں سے خطاب کرنا شروع کیا کہ یہاں آؤ یہاں آؤ بہت بڑا عجیب باغ ہے پھر تو یہ حالت ہوئی کہ لوگ بے قرار ہوکر اس میں کودنے لگے سپاہی روکتے مگر لوگ برابر آگ میں کودتے جاتے۔ جب بادشاہ نے یہ حالت دیکھی تو آگ کو خطاب کرکے کہا اے آگ کیا تو آگ نہیں رہی یا تجھ میں سے جلانے کی قوت سلب ہوگئی ہے آگ نے جواب دیا کہ

گفت آتش من ہمانم آتشم اندر آ تا تو بہ بینی تابشم

(اس نے کہا کہ میں اب بھی آگ ہی ہوں اندر داخل ہو تا کہ تو میرا جلانا دیکھ سکے)

یعنی تو اندر آ تو معلوم ہو کہ میں آگ ہوں یا نہیں باقی ان کو کیونکر جلاؤں چھری کاٹتی ہے مگر چلانے سے۔

طبع من دیگر نگشت و عنصرم تیغ حقم ہم بدستوری برم

(میری طبیعت دوسری نہیں بدل گئی میں وہی عنصر ہوں، خدا کی تلوار ہوں بدستور اب بھی جلاتی ہوں)

اسی طرح آب و ہوا خدا کے حکم سے سمی (۱) ہو جاتی ہیں اور وہ ہلاک کر دیتی ہیں

حضرت مولانا نظامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

نبارد ہوا تا نگوئی ببار زمیں ناورد تا نگوئی بیار

(ہوا بھی نہیں حرکت کرتی جب تک تو نہ کہے کہ حرکت کر اور زمین نہیں گاتی جب تک کہ تو نہ کہے اُگا)

کہ جب تک حکم نہ ہو زمین ایک دانہ بھی نہیں نکال سکتی۔

مصائب کا علاج

تو سبب اصلی جرائم و معاصی ہیں۔ حضرت مولاناؒ فرماتے ہیں:

ہرچہ بر تو آید از ظلمات و غم آں زبیبا کی وگستاخی ست ہم

غم چو بینی زود استغفار کن غم بامر خالق آمد کار کن

(جو کچھ بھی ظلمت و غم میں پیش آئے وہ بوجہ گناہوں میں بے باکی اور احکام میں گستاخی کے ہے جب تو رنج و غم کو زیادہ دیکھے تو استغفار کر رنج و غم کو ان کے پیدا کرنے والے کیطرف ظاہر کر دے اور نیک عمل کر)

کہ جب غم دیکھو فوراً توبہ کر لو دیکھئے کیا عجیب تعلیم ہے ایک حدیث میں ارشاد ہوا فرماتے ہیں کہ اگر تم حکام کی طرف سے کوئی ناگوار بات دیکھو تو ان کو برا مت کہو اس کی وجہ فرماتے ہیں (قربان ہو جایئے حضور ﷺ کی تعلیم پر کہ فضول باتوں سے کیسا روک دیا ہے) کہ حکام کے قلوب (۲) میرے اختیار میں ہیں اگر راحت چاہتے ہو تو میری اطاعت کرو اور مجھ سے معاملہ درست رکھو میں حکام کے دل نرم کر دوں گا۔ ایک مرتبہ کانپور میں طاعون ہوا لوگوں نے چاہا کہ ایک جلسہ کریں اور حاکم ضلع سے درخواست کریں کہ جدید

---

(۱) زہریلی ہو جاتی ہیں (۲) حکام کے دل

قوانین طاعون کے متعلق اٹھادیے جائیں سو مجھ کو اسی جلسے میں شریک کرنا چاہتے تھے میں نے انکار کر دیا۔ جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو میں نے کہا اچھا میں دیوان حافظ میں بطور فال کے دیکھتا ہوں۔ یہ دیکھنا اس وجہ سے نہ تھا کہ میں فال کو موثر سمجھتا تھا مگر دیوان حافظ میں اکثر صحیح مذاق کے موافق باتیں نکل آتی ہیں۔ اس لئے میں نے اسکو دیکھا۔ تو اس میں یہ شعر نکلا۔

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش رموز مصلحت ملک خسرواں دانند

(اب تو اے حافظ گوشہ نشین فقیر ہے شور مت کر ملک کی بھلائی اور دیگر رازوں کو ملک والے ہی جانتے ہیں)

کہ تم کون ہو خوانخواہ گڑبڑ کرنیوالے۔ میں نے ان سے کہا کہ بھائی اب تم بھی نہ بولو بس خدا کے سپرد کر دو اور اللہ اللہ کیا کرو اور بعد عصر لاحول کی تسبیح پڑھنے لگو اور اتفاق سے منہ سے یہ نکل بھی گیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ دو ہفتہ کے اندر ہی سب پریشانی رفع ہو جائے گی چنانچہ ایسا ہی کیا حاکم ضلع نے از خود رپورٹ کی کہ ان قوانین سے لوگوں کو تکلیف ہے ان کو اٹھالیا جائے چنانچہ سب موقوف ہو گئے۔ لوگ بہت خوش ہوتے ہوئے آئے اور کہنے لگے صاحب سب کام ٹھیک ہو گیا میں نے کہا کہ کیا حضور ﷺ کی بتلائی ہوئی تدبیر نہ چلے گی۔ صاحبو! اگر ہم عمل کریں تو دنیا کی راحت بھی شریعت ہی کی تعلیم ہے تو حضور ﷺ نے فضول باتوں سے یہاں تک روکا ہے کہ حکام کو بھی برا نہ کہو غرض سب مصیبتوں کی وجہ یہ ہے کہ خدا کو ناراض کر رکھا ہے۔

طاعون پھیلنے کے اسباب

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جس قوم میں زنا زیادہ ہوگا اس میں طاعون ہوگا۔ اور اس طاعون کا دوسرا سبب بھی ہے۔ اگرچہ بعضی باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں مگر اس لئے

ظاہر کیے دیتا ہوں کہ شاید اسکو سن کر لوگ اپنی حالت درست کرلیں تین چار سال ہوئے جب تھانہ بھون اور اس کے گرد ونواح میں طاعون پھیلا تھا۔ تو قبل طاعون ایک روز میں اخیر شب(۱) میں بیٹھا ہوا تھا کہ قلب پر یہ آیت وارد ہوئی۔ انا منزلون علی اھل ھذہ القریۃ رجزا من السماء بما کانوا یفسقون (۲) (ہم اس بستی کے باشندوں پر ایک آسمانی عذاب ان کی بدکاریوں کی سزا میں نازل کرنے والے ہیں)۔

میں نے اس کو وعظ میں بیان کیا لیکن اپنی طرف منسوب نہیں کیا کہ مجھ کو ایسا معلوم ہوا۔ مگر لوگوں نے توجہ نہ کی اور طاعون پھیلا تو غرض ایک سبب وہ گناہ بھی نکلا جو قوم لوط میں تھا۔ اس وقت لوگوں میں یہ مرض شدت سے پھیل رہا ہے کوئی خاص اصلی(۳) ہی گناہ میں مبتلا ہے اور کوئی اس کے مقدمات میں یعنی اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا۔ حدیث میں ہے اللسان یزنی وزناہ النطق والقلب یتمنی و یشتھی (زبان زنا کرتی ہے اور اس کا زنا بات سے ہوتا ہے اور قلب تمنا کرتا ہے اور خواہش بھی کرتا ہے) اس میں ہاتھ لگانا بری نگاہ سے دیکھنا سب داخل ہو گئے یہاں تک کہ جی خوش کرنے کیلئے کسی حسین لڑکے یا لڑکی سے باتیں کرنا یہ بھی زنا ولواطت میں داخل ہے۔ اور قلب کا زنا سوچنا ہے جس سے لذت حاصل ہو جیسے زنا میں تفصیل ہے ایسے ہی لواطت میں بھی ہے۔ اس بلا میں اکثر لوگ مبتلا ہیں اور یہ نہایت ہی افسوس اور رنج کی بات ہے۔ باوجودیکہ عورت کی طرف طبعاً میلان ہوتا ہے مگر لوگ پھر بھی لڑکوں کی طرف مائل ہیں۔ اور وجہ اس کی زیادہ تر یہ ہے کہ عورت سے ملنے میں بدنامی ہوجاتی ہے اور دوسرے عورت ملتی بھی مشکل سے ہے اور لڑکے سے ملنے میں بدنامی کا اندیشہ بھی نہیں ہوتا اور ملتے بھی آسانی سے ہیں۔ بالخصوص دیکھنا اور تصور کرنا تو اس لئے بھی سہل (۴) ہے کہ اس کی کسی کو خبر بھی نہیں

---

(۱) رات کے آخری حصہ میں (۲) سورۃ العنکبوت آیت ۳۴ (۳) یعنی لواطت (۴) آسان۔

ہوتی۔اور یہ سب بدکاری ہے اور نہایت افسوس ہے کہ یہ مرض تاک جھانک (۱) کا اکثر پرہیز گاروں میں بھی ہے اور ان کو دھوکہ اس سے ہو جاتا ہے کہ وہ بعض اوقات اپنی طبائع میں اکثر شہوت کی خلش نہیں پاتے اور اس سے سمجھتے ہیں کہ ہماری نظر شہوانی نہیں ہے لیکن بہت جلد شہوت ظاہر ہو جاتی ہے اس لئے ابتدا ہی سے احتیاط واجب ہے۔

امام اعظمؒ کا تقوی اور احتیاط

صاحبو! امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر تو آج کل کوئی مقدس نہیں ہوگا۔مگر دیکھئے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کو امام صاحب نے اول دفعہ تو دیکھا مگر جب معلوم ہوا کہ ان کے داڑھی نہیں آئی تو یہ حکم کر دیا کہ جب تک داڑھی نہ نکل آئے پشت کی طرف بیٹھا کرو۔ دونوں طرف متقی مگر احتیاط اتنی بڑی۔ بعد مدت دراز ایک مرتبہ اتفاقاً امام صاحب کی نظر پڑ گئی تو تعجب سے پوچھا کہ تمہارے داڑھی نکل آئی ہے تو جب امام ابوحنیفہؒ نے اس قدر احتیاط کی ہے تو آج کون ہے جو اپنے اوپر اطمینان کرے۔

ترکِ گناہ کے لئے ہمت کی ضرورت ہے

تو اس آیت میں یہ بتلایا گیا تھا کہ لوگوں کے اس عمل سے ان پر عذاب نازل ہونے کو ہے میں نے روکا مگر کون سنتا ہے جب اس لغو کام کی عادت پڑ جاتی ہے تو کم ہمتوں سے بڑی مشکل سے چھوٹتا ہے۔ ہاں اگر ہمت کی جائے اور پختہ قصد کرے تو چھوٹ جاتا ہے کیونکہ بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایک حد تک مجبوری بھی ہو سکتی ہے۔ جیسے غریب آدمی کا رشوت لینا۔ اگر نہ لے تو بظاہر اسکے کام اٹکتے (۲) ہیں اور اس میں تو کوئی ایسی مجبوری نہیں کہ کوئی اس پر اٹکا ہو پس اس میں تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں زیادہ سے زیادہ تھوڑی سی تکلیف نفس کو ہو گی تو اس کا چھوڑ دینا ہمت والے کے لئے بہت

---

(۱) چھپ چھپ کر دیکھنا (۲) کام رکتے ہیں۔

آسان ہے ہمت والوں نے تو خدا کی راہ میں جانیں تک دی ہیں۔

باہمت افیم چی کی حکایت

بہت سے ایسے باہمتوں کے واقعے سنے گئے انہوں نے تمام عمر کی افیون کی عادت چھوڑ دی۔ حضرت مولانا گنگوہیؒ کے پاس ایک شخص آیا اور بیعت کی درخواست کی مولانا نے اُس کو بیعت کر لیا اور تمام گناہوں سے یعنی کفر و شرک وغیرہ سے توبہ کرا دی جب مولاناؒ بیعت کر چکے تو کہنے لگا مولوی جی اور تم نے افیم (افیون) سے تو توبہ کرائی نہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر تھی کہ تو افیون بھی کھاتا ہے اچھا جس قدر افیون تو روزانہ کھاتا ہو اُس کی گولی بنا کر میرے ہاتھ پر رکھدے چنانچہ اُس نے گولی بنا کر مولاناؒ کے ہاتھ پر رکھ دی مولاناؒ نے اُس کو دیکھا اور اس میں سے تھوڑا سا حصہ لے کر اُس سے کہا کہ اس قدر کھالیا کر مقصود یہ تھا کہ بتدریج چھڑا دی جائیگی مگر جب قلب میں محبتِ خدا آتی ہے تو افیون کیا سلطنت بھی چھوٹ جاتی ہے اُس نے کہا کہ مولوی جی اب کیا کھاؤں گا اور یہ کہہ کر افیون کی ڈبیہ جیب سے نکالی اور بہت دور پھینکدی۔

گھر پہنچ کر افیون کا تقاضا ہوا مگر اس نے نہیں کھائی آخر دست لگے۔ مولاناؒ کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے دست لگ رہے ہیں مگر میں توبہ کو نہیں توڑوں گا۔ چند روز میں دست بند ہو گئے جب بالکل تندرست ہو گیا تو مولاناؒ کے پاس آ کر سلام کیا مولانا نے پوچھا کہ بھائی کون ہو کہنے لگا جی میں ہوں افیم والا اور دو روپے نکال کر مولاناؒ کو دیئے اور کہا کہ مولوی جی یہ افیم کے روپے ہیں مولانا نے فرمایا کہ بھائی افیون کے روپے کیسے؟ کہنے لگا میں دو روپے مہینے کی افیم کھاتا تھا جب میں نے چھوڑ دی تو نفس بہت خوش ہوا کہ دو روپے ماہوار بچے میں نے نفس سے کہا کہ میں یہ دو روپے تجھے ہرگز نہ دونگا میں اپنے پیر کو دونگا دیکھئے اس شخص نے دین کو کتنا خالص کیا کہ وہ دو روپے بھی اپنے پاس نہیں رکھے خیر یہ ایک جملہ

معترضہ تھا مقصود یہ ہے کہ ہمت وہ چیز ہے کہ وہ سب کچھ کرادیتی ہے تو اگر ہمت کی جائے تو نگاہ بد کا چھوڑنا کیا مشکل ہے؟۔

شیطان کا تیر

مگر افسوس ہے کہ لوگ تو اس کو ایسا خفیف جانتے ہیں کہ گویا حلال ہی سمجھتے ہیں حالانکہ حلال سمجھنا معصیت کا قریب بہ کفر ہے اور ایک بیباک شاعر نے تو اس کو ایک مثال میں بیان کیا ہے کہ۔

نگاہ پاک لازم ہے بشر کو روئے جاناں پر خطا کیا ہوگئی گر رکھدیا قرآں کو قرآں پر

اس میں ایک تو یہ کھلا دھوکہ ہے کہ ناپاک کو پاک سمجھا دوسرے اگر پاک بھی مان لیا جائے تو خوب سمجھ لو کہ شیطان اول اول تو اچھی نیت سے دکھلاتا ہے چند روز کے بعد جب محبت جاگزیں ہوتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کر دیتا ہے تو ضروری امر یہ ہے کہ علاقہ ہی نہ کرو(۱) اور علاقہ ہوتا ہے نظر سے لہٰذا نظر ہی نہ کرو غالباً حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے "النظر سهم من سهام ابليس" (نظر شیطان کے تیروں میں سے (پہلا) تیر ہے کہ اس کا زخم بھی نہیں ہوتا اور سودائے قلب تک اُتر تا چلا جاتا ہے)۔

درونِ سینۂ من زخمِ بے نشاں زدۂ بہ حیرتم کہ عجب تیرِ بے کماں زدۂ

(میرے سینہ میں ایسے زخم تو نے مارے کہ جن کا دیکھنے میں کوئی نشان نہیں معلوم ہوتا میں حیرت میں ہوں کہ بغیر کمان کے تیر تو نے چلا دئے)

یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد بھی مدت تک یہ بھی نہیں معلوم ہوتا کہ ہم کو تعلق ہوگیا بلکہ جب کبھی محبوب جُدا ہوتا ہے اُس وقت قلب میں ایک سوزش(۲) سی پیدا ہوتی ہے اُس وقت معلوم ہوتا ہے کہ تعلق ہوگیا اور جس قدر یہ سوزش بڑھتی ہے خدا

(۱) تعلق ہی نہ رکھو (۲) جلن۔

کی محبت کم ہو جاتی ہے اور اس سے خدا تعالیٰ کو بہت غیرت آتی ہے اور کیوں نہ آئیگی جبکہ محبوبانِ دُنیا کو غیرت آتی ہے۔

حقیقی محبت

مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے پیچھے پیچھے چلا اُس نے پوچھا کہ تو میرے پیچھے کیوں آتا ہے کہنے لگا کہ میں تجھ پر عاشق ہو گیا ہوں اُس نے کہا کہ میرے پیچھے پیچھے میری بہن چلی آرہی ہے وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے ہوسناک (۱) تو تھا ہی فوراً پیچھے لوٹا (۲) جب یہ لوٹنے لگا تو اُس نے ایک دھول (۳) اس کے رسید کیا اور

گفت ای ابلہ اگر تو عاشقی — در بیانِ دعویٰ خود صادقی

پس چرا برغیر افگندی نظر — ایں بود دعویٰ عشق اے بے ہنر

(اُس نے کہا اے بیوقوف اگر تو سچا عاشق ہے اور اپنے دعوے میں سچا ہے تو تو نے میرے سوا دوسرے پر نظر کیوں ڈالی اے بیوقوف یہ تو محض زبانی دعویٰ ہے)

کہ مردود اگر تو عاشق تھا تو غیروں پر کیوں نگاہ کی۔ محبت تو وہ چیز ہے کہ

ہمہ شہر پُر زخوباں منم و خیال ماہے — چہ کنم کہ چشم بدبیں نہ کند بہ کس نگاہے

تمام دنیا بھی اگر حسینوں سے بھر جائے تو یہ محبوب کو چھوڑ کر اُدھر متوجہ نہ ہو۔

حضرت مولانا گنگوہیؒ فرماتے تھے کہ اگر ایک مجلس میں حضرت جنیدؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ دونوں ہوں تو ہم حضرت جنیدؒ کی طرف التفات بھی نہ کریں البتہ حضرت حاجی صاحبؒ اُن کو دیکھیں سو محبت تو ایسی چیز ہے۔

عشق مجازی سے بچاؤ کی تدبیر

یہ کیسی محبت کہ دعویٰ خدا کی محبت کا اور لڑکوں۔ تعلق۔ معلوم ہوا کہ

---

(۱) نفسانی خواہش میں مبتلا تو تھا ہی (۲) پیچھے مڑا (۳) ایک تھپڑ مارا۔

ایں نہ عشق ست آنکہ در مردم بود ایں فساد خوردن گندم بود

(یہ ایسا عشق نہیں ہے کہ جو عام لوگوں میں پایا جاتا ہے یہ تو گیہوں کھانیکا فساد ہے)

اگر چار دن کھانے کو نہ ملے تو سب بھول جائیں تو یہ نفس کی شرارت ہے اور یہی وجہ ہے کہ عشق اُنہی کو ہوتا ہے جس کو خوب فرصت اور فراغ ہے ورنہ جو لوگ کسی کام میں مشغول ہیں اُن کو ایسی لغویات کی نہیں سوجھتی ۔ جیسے کاشتکار۔ اس واسطے اس کا علاج بھی یہی ہے کہ اپنے کو کسی کام میں لگادو جس میں کھپ جاؤ۔ اگر دین کا کام نہ ہو تو دنیا ہی کا کوئی جائز کام کرو طبیبوں نے لکھا ہے اس مرض کے متعلق کہ یعرض للبطالین (یہ بیکار اور فارغ لوگوں کا ہوتا ہے) افسوس ہے کہ خدا تعالی نے فراغت اس لئے دی تھی کہ دین کا کام کریں مگر زیادہ تر ایسے ہی لوگ محروم رہے خوب کہا ہے۔

خوشا روزگارے کہ دارد کسے کہ بازارِ حرصش نہ باشد بسے

بقدرِ ضرورت یسارے بود کند کارے ازمرد کارے بود

(جو کام کسی شخص کو مل گیا ہے وہ اچھا ہے اس سے یہ فائدہ ہوا کہ اس کی حرص و ہوس محدود ہو جائے گی۔ پھر بقدر ضرورت آسانی ہوگی۔ پھر اگر وہ کوئی کام کا ارادہ کرے تو پہلا کام بھی مل جائے گا)

کہ بڑا خوش قسمت وہ ہے کہ اس کو حرص نہ ہو اور ضرورت کے موافق کھانے کو ہو لیکن افسوس ہے کہ ہم قدر نہیں کرتے اور اس بیکاری میں اپنے پیچھے یہ علتیں (۱) لگا لیتے ہیں۔

جاہل پیروں کی بے اعتدالیاں

اور زیادہ افسوس یہ ہے کہ میں نے بعض درویشوں کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس ایک لڑکا پلا ہوا ہے اور کہتے ہیں کہ ان کے حسن میں خدا کا حسن جلوہ گر ہے۔ حضرت شیخ

(۱) یہ بیماریاں۔

سعدیؒ نے لکھا ہے کہ بقراط نے ایک شخص کو ناچتے ہوئے دیکھا پوچھا اس کو کیا ہوا معلوم ہوا کسی امرد حسین (۱) کو دیکھ کر اس لئے بیخود (۲) ہو گیا کہ اس میں جلوۂ حق نظر آیا۔ کہنے لگا کہ یہ کیا بات ہے کہ اس کو امرد (۳) میں جلوۂ حق نظر آیا میرے اندر کبھی نہ نظر آیا اور یہ تو بقراط کا قول ہے اس کا چاہے اعتبار نہ کرو۔ لیکن شیخ کے مقولہ کا اعتبار کروگے وہ اس کے بعد لکھتے ہیں۔

محقق ہماں بیند اندر ابل　　که در خوبرویان چین و چگل (۴)

(محقق ہی دیکھ سکتا ہے اونٹ کے اندر خوبصورتی ہے جو حق کی کاریگری ہے جو کم نظر لوگ حسینوں تک محدود رکھتے ہیں)

اور فرماتے ہیں

نداوند صاحبدلاں دل بہ پوست　　اگر ابلہے داد بے مغز اوست

(صاحب دل صرف چیزی کی رنگت پر دل نہیں دے دیتے اگر کوئی بیوقوف دے دے تو وہ بے عقل ہی ہے)

عشق الٰہی میں مبتلا بزرگ کا حال

ایک بزرگ تھے پنجاب میں ان کی بابت ایک دوست بیان کرتے تھے کہ ان کی یہ حالت تھی کہ جب کوئی حسین مکان دیکھتے تو وجد کرنے لگتے اور یہ حالت تھی کہ ان کے سامنے کوئی کواڑ نہیں کھول سکتا تھا اس کی آواز سے وجد کرنے لگتے۔

کسانیکہ یزداں پرستی کنند　　برآواز دولاب مستی کنند

(جو لوگ حق پرست ہیں اور انہیں صحیح ذوق ہے تو وہ دولاب کی آواز میں بھی جذب پاتے

---

(۱) کسی نابالغ خوبصورت بچے کو دیکھ کر (۲) بیقرار (۳) نابالغ بچہ (۴) اسی لئے تو قرآن میں ہے افــــلا ینظرون الی الابل کیف خلقت۔ تو کیا وہ لوگ اونٹ کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح پیدا کیا گیا ہے۔

ہیں)

اور یہ حالت تھی کہ ان کو بنکھانہ جھل سکتے تھے اس کی آواز سے وجد ہو جاتا تھا تو ایسا شخص اگر کسی حسین آدمی کو دیکھ کر وجد کرنے لگے تو یہ اس کی ایک حالت ہے اور اگر یہ نہیں تو محض فسق و فجور ہے۔

لواطت کی سزا

اور یہ ایسا مرض ہے کہ مدعیان تصوف میں بہت زمانے سے چلا آتا ہے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ جو ساتویں صدی میں ایسوں ہی کے حق میں فرماتے ہیں۔

صوفی ماندہ بنزدایں لئام الخیاطت واللواطت والسلام(۱)

کہ بس اس کا نام تصوف رہ گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ بہت پرانا مرض ہے اور سب سے اول لوط علیہ السلام کی قوم میں یہ مرض پیدا ہوا تھا اور شیطان نے ان لوگوں کی راہ ماری(۲) حدیث میں ہے کہ قوم لوطؑ پر یہ عذاب نازل ہوا کہ پانچ بستیوں کو حضرت جبریلؑ نے بازو پر اٹھایا اور آسمان تک لے جا کر گرا دیا گویا یہ دکھلایا کہ چونکہ تمہاری مت الٹی (۳) ہو گئی تھی اس لئے سزا بھی تمہارے لئے الٹنے کی تجویز کی گئی۔

مبادیات لواطت کی ممانعت

غرض اول تو نفس فعل ہی کی اس وقت کثرت (۴) ہے دوسرے اس کی وسعت مفہوم سے نظر وغیرہ سب اسی کے حکم (۵) میں ہے معلوم ہو گیا ہوگا کہ شاید ہی کوئی اس سے بچا ہوا ہو۔ الا ماشاء اللہ۔ اسی طرح اجنبی عورت یا مرد مشتہیٰ سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی

---

(۱) ان بدبختوں کے نزدیک تصوف نام صرف گدڑی اور لواطت کا رہ گیا ہے (۲) شیطان نے ان لوگوں کو بہکایا (۳) سمجھ الٹی ہو گئی (۴) آجکل اس فعل لواطت یعنی بدفعلی ہی کی زیادتی ہے (۵) دوسرے اس کے مفہوم میں وسعت ہونے کی وجہ سے عورتوں اور بچوں کو بری نظر سے دیکھنا بھی اس حکم میں داخل ہے

بدکاری(۱) ہے حتی کہ کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرکت (۲) ہو تو اس سے قرآن شریف سننا بھی جائز نہیں ہے اکثر لوگ لڑکوں کو نعت کی غزلیں یاد کرا دیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں ہے۔ فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بے ریش لڑکا مرغوب طبع (۳) کا ہو تو اس کی امامت بھی مکروہ ہے اور نابالغ کے پیچھے تو نماز ہی نہیں ہوتی۔

تو جب امام بنا کر کھڑا کرنا جائز نہیں حالانکہ قرآن شریف ہی پڑھے گا مگر فقہاء نے بلاضرورت اس کی بھی اجازت نہیں دی۔ دوسرے وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکوں کا اعتبار ہی کیا عجب نہیں کہ وہ بے وضو ہی پڑھا دیں چنانچہ ایک لڑکا کہتا تھا کہ میں نے بے وضو نماز پڑھائی اور لیجئے دو لڑکے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے ان میں ایک امام تھا ایک مقتدی ایک نے دوسرے کے پیر میں گدگدی اٹھائی۔ خوب کہا ہے الصبی صبی ولو کان ولیا (لڑکا لڑکا ہی ہے اگر چہ وہ ولی ہی کیوں نہ ہو) خیر یہ جملہ معترضہ تھا خلاصہ یہ ہے کہ امرد صبیح (۴) کی امامت کو فقہاء نے ناجائز کہا ہے جوان یا میانہ عمر عورت کو مسجد میں آنے سے منع کیا ہے البتہ بوڑھی کیلئے بجز امام صاحب کے اوروں نے اجازت دی ہے کہ اس میں فتنہ نہیں ہے مگر یہ اس زمانہ میں ہوگا آج تو ایسی گندی طبیعتیں ہوگئی ہیں کہ مطلق ناجائز کہا جائے گا اگر چہ بڑھیا ہی ہو۔

حکایت

ایک بادشاہ کی حکایت سنی ہے کہ اس کے سامنے ایک بیوہ عورت نکلی جو کہ بے انتہا بدصورت اور نفرت کی ہیئت (۵) اور لباس رکھتی تھی اور اس کو حمل تھا اس نے وزیر سے کہا کہ

---

(۱) نابالغ بچے بچیوں اور اجنبی عورتوں سے گانا سننا بھی زنا کی ہی ایک قسم ہے ٹی وی اور ریڈیو پر گانوں کو سننے کی وجہ سے آجکل اکثریت اس گناہ میں مبتلا ہے (۲) کسی کی آواز کی خوبصورتی کی وجہ سے دل مائل ہو (۳) بغیر داڑھی والا ایسا خوبصورت لڑکا جس کی طرف طبیعت مائل ہو (۴) بغیر داڑھی والا خوبصورت لڑکا (۵) بدشکل عورت ایسی وضع اور شکل اختیار کیے تھی کہ جس کو دیکھ کر ہی نفرت ہو۔

تحقیق کرو کہ یہ حمل کس کا ہے اس کی طرف کس کو رغبت ہوئی ہوگی وزیر تحقیق کرتے کرتے پریشان ہو گیا عتاب شاہی (۱) بڑھنے لگا ایک روز اس پریشانی سے کسی سڑک پر گذر رہا تھا کہ دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص نہایت تکلف (۲) کا لباس ہوئے ایک گندہ پرنالے کے نیچے جس میں پیشاب وغیرہ گرتا تھا ایک دوات لئے کھڑا اس میں پانی ڈال رہا ہے سخت حیرت ہوئی اس کو گرفتار کر لیا تحقیق سے معلوم ہوا کہ ان ہی صاحب کا اس عورت کو حمل تھا لہذا اس زمانے میں اس تفصیل کی بھی گنجائش نہ رہی سب ہی کو روکنا چاہئے۔

طاعون کا ایک سبب عورتوں اور امردوں کے گانے کی کثرت ہے

غرض فقہاء نے جب محل شہوت میں قرآن شریف سننا گوارا نہیں کیا تو غزلیات پڑھانے کی اجازت کب ہو سکتی ہے۔ افسوس ہے کہ شریعت سے بے پروائی کی وجہ سے اب ان امور کا ذرا خیال نہیں کیا جاتا۔ اکثر واعظین عورتوں کے مجمع میں خوش الحانی سے اشعار پڑھتے ہیں یہ بالکل مصلحت دین کے خلاف ہے میں بحمد للہ عورتوں کے مجمع میں اس کا بہت زیادہ خیال رکھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں ایک غلام ساربان (۳) کو عورتوں کے سامنے اشعار پڑھنے سے روک دیا اور فرمایا تھا کہ رویدك یا انجشہ لا تکسر القواریر (باز آجا، رک جا، اے انجشہ شیشوں کو نہ توڑ (یعنی مرد اور عورتوں کے دل) تو جب اس زمانے میں کہ سب پر تقوی غالب تھا حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہیں دی تو آج کس کو اجازت ہو سکتی ہے۔ بالخصوص جبکہ عورتیں خود یا لڑکے ہی پڑھنے والے ہوں۔

حاصل یہ ہے کہ اس معصیت کو طاعون میں دخل ہے اور اس کی وجہ سے زیادہ تر طاعون ہوتا ہے اگرچہ مطلق ناراضی ہر گناہ سے ہوتی ہے یہ صدور معاصی اصل علت ہے طاعون کی تو جہاں طاعون آیا ہو سمجھ لیجئے کہ اس علت کی وجہ سے آیا ہے۔ اب دوسری جگہ کے

---

(۱) بادشاہ کا غصہ بڑھنے لگا (۲) عمدہ لباس پہنے (۳) اونٹوں کا محافظ۔

طاعون کی خبر سن کر اور اس علت کو معلوم کر کے یہ دیکھئے کہ اس میں ہم بھی مبتلا ہیں یا نہیں اگر مبتلا ہیں تو اس کو چھوڑنا چاہئے یہ معنی ہیں السعید من وعظ بغیرہ (۱) کے چونکہ اس وقت مختصر ہی بیان کرنا تھا اس لئے اس خاص مضمون کو بیان کیا۔

مبتلائے مصیبت کو دیکھ کر نصیحت حاصل کرنا

اب میں قطع نظر طاعون واسباب طاعون کے اس مضمون کی عام تعلیم کرتا ہوں کہ جو مصیبت آئے اس کو کسی گناہ کا ثمرہ سمجھا کرو اور جب کسی کو مصیبت میں دیکھو تو اس سے عبرت حاصل کیا کرو اسی طرح جب کوئی مرجائے تو سوچو کہ ہمارے لئے یہ بھی دن آنے والا ہے۔ مگر اس وقت کچھ ایسی غفلت پڑی ہے کہ مردے کو دیکھ کر بھی ذرا تغیر (۲) ہماری حالت میں نہیں ہوتا۔ میں خود اپنی حالت بیان کرتا ہوں کہ اول اول زمانے میں مردے دیکھ کر ایک عبرت سی ہوتی تھی مگر اب تو مساوات سی ہوگئی ہے حالانکہ اس بارہ میں شریعت نے ہم کو یہاں تک تعلیم کی ہے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو تو یہ آیت پڑھو۔ سبحن الذی سخر لنا ھذا وما کنا لہ مقرنین☆وانا الی ربنا لمنقلبون (۳) (پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مطیع و فرمانبردار بنایا حالانکہ ہم اس کو اپنا تابع نہیں بنا سکتے تھے اور بیشک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں)

کہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمارے لئے اس کو مسخر (۴) کر دیا ورنہ وہ بگڑ جاتا تو ہم کیا کر لیتے۔ یہ تو خاص رکوب (۵) کے مناسب ہوا آگے فرماتے ہیں۔ وانا الی ربنا لمنقلبون اس کو بظاہر پہلے مضمون سے کوئی مناسبت معلوم نہیں ہوتی مگر اہل لطائف نے

---

(۱) نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے (۲) ہماری حالت نہیں بدلتی (۳) سورۃ الزخرف آیت ۱۳،۱۴ (۴) فرمانبردار (۵) سوار ہونے کے مناسب۔

سمجھا کہ یہ اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ اس جانور پر سوار ہونے سے دوسری سواری کو بھی یاد کرو اور سمجھ لو کہ تم کو کسی تختہ اور چار پائی پر بھی سوار ہونا ہے پس جس میں تم کو رکھ کر چار آدمی لیجائیں گے۔ اصل سواری وہ ہے جس پر سوار کر کے تم کو خدا کے ہاں پہنچاویں گے۔

تو جب جانور کی سواری لیتے وقت بھی اس کو یاد کرنے کا حکم ہے تو مردے کو دیکھ کر تو یاد کرنے کا حکم کیوں نہ ہوگا۔ اس وقت بھی یاد نہ کرنا سخت قساوت (۱) ہے۔ اب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ قبر پر بیٹھے ہیں اور مقدمے کی باتوں میں مشغول ہیں اسی طرح اگر مصیبت میں کسی کو گرفتار دیکھتے ہیں تو اس کو اسی شخص تک محدود سمجھتے ہیں حالانکہ سمجھنا چاہئے کہ اس پر یہ مصیبت کیوں مسلط ہوئی ظاہر ہے کہ گناہوں کیوجہ سے تو ہم کو بھی گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ جب کسی کو مبتلائے مصیبت دیکھو تو کہو الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک به و فضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا (تمام تعریفیں اس اللہ تعالی کے لئے ہیں جس نے مجھ کو عافیت دی اس چیز سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا اور مجھ کو بہت سی مخلوق پر فضیلت عطا فرمائی) اس میں بھی تذکیر ہے احتمال ابتلاء (۲) کی اور اسی میں تنبیہ اجمالی ہے اسباب ابتلاء کی کہ معصیت (۳) ہے۔ اسی پر یہ شکر سکھلایا کہ احتمال تھا کہ اسی معصیت کے سبب شاید ہم بھی مبتلا (۴) نہ ہو جائیں۔ لیکن یہ دعا آہستہ آہستہ (☆) پڑھے کہ مصیبت زدہ کی دل شکنی (۵) نہ ہو جیسا کہ دوسری جگہ فرماتے ہیں لا تظهر الشماتة لاخيك بعض دوسرے کے مصائب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتے

(۱) سخت دلی ہے (۲) اس مرض میں مبتلا ہونے کے احتمال کی یاد دہانی ہے (۳) اسی میں اجمالاً اس بات پر بھی متوجہ کیا گیا ہے کہ بلاؤں میں ابتلاء اصل میں گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے (۴) اندیشہ تھا کہ اس گناہ کے سبب ہم بھی نہ گرفتار ہو جائیں (۵) دل نہ ٹوٹے

(☆) ہاں وہ شخص اگر گناہ کی مصیبت میں مبتلا ہو اور کسی فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو یہ دعا زور سے پڑھے تاکہ زجر ہو کما قال الشیخ الدہلوی فی شرح المشکوۃ ۱۲ احمد حسن عفی عنہ۔

ہیں حالانکہ ان کو ڈرنا چاہئے۔ کیونکہ مقتضی تو ہم میں بھی موجود ہے بعض لوگ وہ ہیں کہ دوسرے کی مصیبت پر افسوس تو کرتے ہیں لیکن طعن کے طور پر۔ اس کی بابت اسی حدیث میں ہے فیرحمه الله ویبتلیك(۱) یعنی افسوس مت! شاید بجائے اس کے تم مبتلا ہو جاؤ۔ اسی کو کہتے ہیں۔

نہ خواہندۂ بردرِ دیگراں بشکرانہ خواہندہ از در مراں

(نہ مانگنے والے دوسروں کے دروازہ پر، شکرانہ کے ساتھ مانگنے والے کو دروازے سے مت بھگا یعنی اِسی شکرانہ میں ہی دیدو کہ تم اُس کے دروازے پر مانگنے نہیں گئے۔)

سائل کو جھڑکنے کا انجام

یعنی اگر اور کچھ نہیں تو سائل کو اسی شکر میں دیدو کہ تم مانگنے نہیں گئے تو یہ شکر اسی احتمال پر تو ہے کہ شاید ہم ہی اپنی معاصی کے سبب اس حالت کو پہنچ جاتے۔ اس کے مناسب ایک حکایت تاریخ میں عجیب لکھی ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا کھا رہا تھا اُس وقت ایک فقیر مانگنے آیا اُس نے فقیر کو جھڑک دیا اتفاق سے کچھ ایسا انقلاب ہوا کہ یہ شخص بالکل تباہ و پریشان ہو گیا حتی کہ بیوی کا نان ونفقہ(۲) جب نہ چل سکا تو اُس کو بھی طلاق دیدی اور اُس نے کسی اور دولتمند سے نکاح کر لیا اتفاق سے اُس دولت مند کے دروازے پر کوئی شخص سوال کرنے آیا اُس شخص نے بیوی کو کہا کہ اُس کو بھیک دے آؤ جو دروازے پر گئی تو وہاں سے روتی ہوئی لوٹی شوہر نے پوچھا تو اُس نے کہا کہ یہ سائل میرا پہلا شوہر ہے اور اسی تذکرے میں وہ قصہ سائل کے جھڑک دینے کا بھی بیان کیا اس شوہر ثانی(۳) نے کہا کہ وہ

---

(۱) اللہ اس پر رحم کردے اور تم کو مبتلا کردے (۲) بیوی کا خرچ واجبہ بھی ادا کرنے پر جب قادر نہ رہا (۳) دوسرے شوہر نے۔

سائل جو جھڑکا گیا تھا میں ہوں۔ خدا تعالیٰ نے مجھ کو مال بھی دیا اور اس کی بیوی بھی دیدی۔ تو خدا تعالیٰ کی بڑی قدرت ہے عبرت حاصل کرو اور عبرت میں یہ بھی داخل ہے کہ جس کو کسی مصیبت میں مبتلا دیکھو ڈرو۔ بزرگوں نے ہر جگہ یہ بات یاد دلائی ہے مگر ہم بے فکر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے کو اُس کے اسباب سے بری سمجھتے ہیں کہ ہم کو مثلاً طاعون کیسے آئے گا۔ ہم تو تعویذ یا فتائل (۱) رکھتے ہیں۔

صاحبو! جس وقت کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو فتائل (۲) وغیرہ بیکار ہو جاتے ہیں یہ چیزیں اُن کے حکم کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔

اوست سلطاں ہرچہ خواہد آں کند عالمے را در دمے ویراں کند

(بادشاہ وہی ہے جو چاہے وہ کر ڈالے چاہے تو پوری دنیا کو ایک دم میں ویران کردے)

کیا انتہا ہے قدرت کی فرماتے ہیں "قل فمن یملك من اللہ شیئاً ان اراد ان یھلك المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعاً (۳) " (آپ فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ کے مقابل کسی کو کچھ اختیار ہے؟ اگر وہ چاہے تو مسیح بن مریم (علیہا السلام) اور اُن کی والدہ (مریم علیہا السلام) کو اور تمام مخلوق کو ہلاک کردے) کہ اے عیسائیو! بتلاؤ کہ کس کو قدرت ہے کہ وہ خدا کے مقابلے میں آسکے اگر ان سب کو ہلاک کردیں تو دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کس طرح تحت قدرت فرمایا ہے۔

جب یہ ہے تو فقیر درویش جن کے تعویذوں پر ناز ہے وہ تو کیا چیز ہیں اسی لئے ناز کرنا بھروسہ کرنا سب بیجا (۴) ہے۔

(۱) ہمارے پاس تو تعویذ گنڈے ہیں (۲) پڑھے ہوئے دھاگے یعنی گنڈے (۳) سورۃ المائدہ آیت ۱۷ (۴) بیکار۔

مصائب سے بچنے کی ترکیب

البتہ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خدا کو راضی رکھو اور احکام پر عمل کرو خصوص بہت جلد نمازیں شروع کر دو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نماز پڑھنے سے کوئی مرے گا نہیں مریگا تو ضرور مگر اطاعت میں فائدہ یہ ہوگا (میں اس سے شبہ کو دور کرنا چاہتا ہوں کہ اصلی سبب تو نزول بلا کے گنہگار لوگ ہوتے ہیں جب حدیث شریف میں یہاں تک ہے کہ ظالم کو سرخاب تک کوستا ہے کہ اس کے سبب قحط پڑتا ہے جس سے جانوروں کو بھی تکلیف پہنچتی ہے مگر باوجود اس کے آتی ہے مصیبت سب پر تو اس صورت میں بظاہر اطاعت بیکار معلوم ہوتی ہے یہ ہے شبہ مگر جواب یہ ہے کہ اطاعت بیکار نہیں بلکہ اُس سے فائدہ ہوتا ہے)۔ کہ مطیع اُس مصیبت سے پریشان نہیں ہوگا اس کی ایسی مثال ہے جیسے بچہ کہ اگر ماں کی گود میں ہو تو اُس کو کسی واقعہ سے پریشانی نہیں ہوتی خدا تعالیٰ ہمارے مربی ہیں اُن کا جس قدر قرب ہوگا اسی قدر زیادہ اطمینان ہوگا خواہ کچھ ہی ہوا کرے جیسے ماں کے پاس بچہ۔

اللہ کا قرب سب مصائب سے بے فکر کر دیتا ہے

اسی قرب کے حافظ عن التشویش(۱) ہونے پر ایک حکایت یاد آئی۔ افلاطون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا تھا کہ آسمان کمان ہے اور حوادث تیر(۲) اور خدا کمان انداز (۳) ہو تو آدمی کہاں جا کر بچے؟ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا کہ تیر انداز کے پاس جا کھڑا ہو کہنے لگا کہ بیشک آپ نبی ہیں یہ علوم حضرات انبیاء ہی کا حصہ ہے۔

تو خدا تعالیٰ کا قرب جب ہوگا مصیبت نہیں آسکتی یعنی حقیقت مصیبت نہ آئیگی گو

---

(۱) اللہ تعالیٰ کا قرب پریشانی سے بچاتا ہے اس اصل پر ایک حکایت یاد آئی (۲) مصیبتیں (۳) خدا کمان سے تیر پھینکنے والا۔

صورت مصیبت آئے وہ باطن میں بالکل مسرور(۱) ہوگا ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میری توبہ کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ ایام قحط میں میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ نہایت ہی خوش ہے میں نے اس سے پوچھا کہ یہ قحط اور تو ایسا خوش ہے؟ کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں میرا کھانا کپڑا اُس کے ذمہ ہے اور اس کے پاس ایک گاؤں ہے اُس سے آمدنی آجاتی ہے وہ اُس میں سے مجھے دونوں وقت کھانے کو دیتا ہے اس لئے میں بالکل بے فکر ہوں یہ سن کر اُس کے دل پر ایک چوٹ لگی کہ تیرے مالک کے پاس تو زمین و آسمان کے خزائن ہیں اور پھر تو اس قدر فکرمند(۲) ہے تو واقعی جب خدا سے قرب بڑھ جاتا ہے بے فکری ہو جاتی(۳) ہے دیکھئے معمولی غنی کے قرب کے سبب کیسی بے پروائی ہو جاتی ہے تو غنی حقیقی کے تعلق میں تو یہ حالت بدرجہ اولیٰ ہونی چاہیئے۔

موحد چہ برپائے ریزی زرش — چہ فولاد ہندی نہی برسرش
امید و ہراسش نباشد زکس — ہمیں ست بنیاد توحید وبس

(موحد کے پیر پر چاہے تو سونا ڈالے، مشہور اور خالص تلوار ہندی لوہے کی اس کے سر پر رکھے یعنی وہ بالکل مستغنی ہے اُس کو کسی شخص کا ڈر نہیں ہے اور نہ اُس کو امید ہے۔ بس توحید کی بنیاد یہی ہے کہ انسان خدا کے سوا بے پروا ہو جاتا ہے)

ایک صحابی کی حکایت

ایک بزرگ ہیں صحابی یا تابعی انہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ بھاگ رہے ہیں پوچھا کیوں بھاگ رہے ہو لوگوں نے کہا کہ طاعون سے بھاگ رہے ہیں آپ نے فرمایا: یا طاعون خذني اليك (۱) آخر ان کا انتقال طاعون میں ہوگیا جب قرب ہوتا ہے تو یہی

---

(۱) مکمل طور پر خوش ہونا (۲) پریشان (۳) مفتی جمیل احمد تھانویؒ اس بارے میں فرماتے ہیں

مومن دیندار کو رنج و الم سے واسطہ — جس کی خدا پہ ہو نظر فکر اسے ستائے کیوں

حالت ہوتی ہے کہ دوست کی بلا کی آرزو کرنے لگتا ہے اسی کو عراقی کہتے ہیں

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاکِ تیغت

سرِ دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

(کسی دشمن کا نصیب نہ ہو کہ وہ تیری تلوار سے ہلاک ہو دوستوں کا سر سلامت چاہیئے اس لئے کہ تو خنجر آزمانے والا ہے)

یعنی دوست کیا تھوڑے ہیں پھر بیقدر دشمن کو طاعون کیوں عنایت کیا جائے یہ تو اطاعت والوں کا حال ہوتا ہے اور نافرمانی میں ہر حال میں پریشانی ہوتی ہے حیات میں بھی اور مرنے کے وقت بھی۔

طاعون میں مبتلاء نیک لوگوں کے حالات

مطیعین کی ایک حکایت یاد آئی۔ تھانہ بھون ہی میں ایک طالب علم کا انتقال ہوا اٹھارہ انیس برس کی عمر تھی چونکہ کئی طالب علم طاعون میں مر چکے تھے ان کا ارادہ وطن جانے کا تھا اس میں یہ مبتلائے طاعون ہو گئے دوسرے طالب علموں کو خیال ہوا کہ یہ تو گھر جانے والے تھے اب ان کو سخت پریشانی ہو گئی چنانچہ ان کی تسلی کے لئے کہا کہ تم اچھے ہو جاؤ گے کہنے لگے کہ یوں مت کہو اب تو یہ دعا کرو کہ خدا بخیریت اپنے پاس بلالیں۔ اب تو اللہ میاں سے ملنے کو جی چاہتا ہے۔ ایمان پر خاتمہ کی تمنا ہے۔ ایک میرے دوست تھے مولوی احمد علی وہ گورکھپور میں مدرس تھے ان کی بیوی وہاں ہی مبتلائے طاعون ہوئی یہ اس کے علاج کے واسطے قنوج اس کے میکے میں لائے وہ اچھی ہو گئی اور یہ خود مبتلائے طاعون ہو گئے۔ ایک

(۱) اے طاعون تو مجھ کو لے لے۔ لیکن اس قسم کی خواہش کرنا عام آدمی کے لئے جائز نہیں ہے بلکہ یہ تو ان قوی الہمت بڑے لوگوں کا کام ہے جو ان مصائب پر صبر کر سکیں عوام کے لئے تو یہ حکم ہے کہ دنیا و آخرت دونوں کی عافیت طلب کریں۔ البتہ جو شخص طاعون کا شکار ہو کر ہلاک ہو جائے تو درجہ شہادت میں شہید فی سبیل اللہ کا مرتبہ پائے گا۔

روز اسی حالت میں لیٹے ہوئے تھے اچانک اٹھ کر پائنتی کی طرف بیٹھ گئے اور کسی کو خطاب کر کے سرہانے بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر یہ کہا کہ چلنے کے لئے حاضر ہوں مگر وقت نہیں آیا بارہ بجے کا وعدہ ہے اس وقت چلوں گا لوگوں نے ہذیان (۱) سمجھا مگر ٹھیک بارہ بجے روح نکلی ۔ حضرات! واللہ یہ سب اطاعت کی برکت ہے ۔ اطاعت کرنے والے کے پاس بھی پریشانی نہیں آتی بس ایک تو اطاعت میں یہ فائدہ ہے دوسرے یہ کہ طاعون ان کے لئے رحمت ہے اور رحمت ہی کے یہ آثار ہیں پس اطاعت کرنے والے کو گو طاعون ہی کیوں نہ ہو مگر یہ دولتیں کیا تھوڑی ہیں جن سے عاصی محروم (۲) ہے ۔ غرض اطاعت سے اول تو بلیات (۳) نہ آئینگی اور اگر کسی مصلحت سے آبھی گئیں تو پریشانی سے بچیں گے یہ جواب ہو گیا شبہ کا۔

خلاصہ ومقصود

اب میں اصل مقصود کا خلاصہ پھر اعادہ کرتا ہوں کہ میرا یہ مطلب ہے "السعيد من وعظ بغيره" سے کہ دوسرے کی مصیبت دیکھ کر اس گناہ سے بچو کہ جس کی وجہ سے اس پر مصیبت آئی بس اب ختم کرتا ہوں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ عمل کی توفیق دے۔

آمين برحمتك يا ارحم الراحمين (۴)

---

(۱) لوگوں نے سمجھا کہ دماغ میں خلل ہو گیا ہے (۲) گناہگار (۳) بلائیں (۴) ایسا ہی ہو تیری رحمت سے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے فقط خلیل احمد تھانوی ۲۶ اگست ۲۰۰۱ء

ALI COMPOSER
&
291.Kamran Blk.A.I.Town.LHR.
DESIGNER Ph.#5414385